قصیدہ

بہ تہنیت تولد نوبادۂ گلشنِ دولت واقبال

عالی جناب صاحبزادہ محمد حسین علیخان بہادر طال عمرہٗ

بحضور بندگانِ عالی خداوندِ نعمت اعلیحضرت حضور پُرنور

دام ملکہم واقبالہم

پیش کردہ مصطفےٰ علیخان ہوم سکرٹری ۳۰ ستمبر بموقع دربار

سعیدی پریس رامپور مین چھپا

بقلم دولہ خوشنویس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوشی کا دور ہے ایسا کہ پیرِ چرخِ کہن
جوان بنا ہے بدلکر شفق کا پیراہن

وفورِ عیش مین ملبوسِ سرخ پر ہے لوٹ
اُتار پھینکی کہین نیلگون ردائے کہن

زمین جوشِ صفا سے ہے تختۂ بلّور
کہ اسمین عکسِ فلک کا ہوا ہے سایہ فگن

زمانہ عیش کا طالب ہے سرخ ہے پوشاک
خوشی سے رنگ مین ڈوبی ہین سب زمین زمن

اُدہر تو رنگ یہ پیرِ فلک نے بدلا ہے
اِدہر عروسِ زمین پر بلا کا ہے جوبن

بہار آئی ہے اب کے کچھ ایسے سامان سے
کہ جسطرح سے مسافر پھرے بسوے وطن

اُٹھا دیا ہے تسلطِ خزاں کا عالم سے
کہ پھر نہ آئے قیامت تلک یہ فدغن

دبا رہا ہے جوانانِ باغ کو سبزہ
پنہا رہا ہے نہالوں کو سبز پیراہن

طیور جھومتے پھرتے ہیں ڈالی ڈالی پر
اُڑا رہا ہے ملارین کوئی کوئی ساون

نکھر کے بیٹھا ہے تختِ چمن پہ شاہدِ گُل
بھری ہے ہر رگ و پے میں ادائے دل رُبدن

تمام سطح پہ عالم ہے فرشِ قالین کا
نظر فریب ہیں پھولوں کے ہر طرف خرمن

تمیز ہی نہیں رکھی گُل و ریاحین نے
کہ یہ زمین تھی یہ صحرا تھا اور یہ گلشن

خبر اُڑائی ہے پیکِ صبا نے کچھ ایسی
کہ جسکو سُنکے ہیں مرغانِ باغ قہقہہ زن

ہوا ہے سبزہ کا بیدار بختِ چمن
کہ عکسِ روئے گل تر سے بھر گیا دامن

عرق فشانیِ شبنم سے یہ کُھلا عقن
عروسِ گُل پہ نچھاور کیے ہیں دُرِ عدن

خوشی کا رنگ ہر اک پھول سے ٹپکتا ہے | شراب عیش سے سینچے گئے ہیں نخل چمن

نظر میں پھرتا ہے عالم کسی کی چتون کا | کہیں جو برگ گل تر میں پڑ گئی ہے شکن

ہوائے دہر بسی ہے شمیم سنبل سے | کسے غرض ہے کہ سونگھے وہ بوئے مشک ختن

کھلا دیا ہے نسیم طرب نے غنچوں کو | خوشی سے تنگ ہے پھولوں کے تن پہ پیراہن

سماں یہ دیکھکے حیرت سی چھا گئی مجھ پر | زبان پہ فرط تعجب سے آگیا یہ سخن

یہ بات کیا ہے الٰہی کہ آج دنیا میں | سوائے عیش نہیں نام کو بھی رنج و محن

کمال محو تحیر تھا میں کہ ملہم غیب | رسید مژدہ بگوش دلم بصوت حسن

خبر نہیں ترے آقائے نامدار جو ہیں | قمر رکاب و فلک انتساب و فخر زمن

پسر خدا نے عنایت کیا ہے آج انھو | جمیل و صاحب شوکت حسین و سیم بدن

نگین خاتمِ دولت نشان عزت و جاہ | ہمائے اوجِ سعادت بفرق سایہ فگن

یہ مژدہ سنتے ہی جوشِ طرب مین روحِ ملک | پھڑک اُٹھی نہ رہا دل مین کچھ بھی رنج و محن

لکھا دعائیہ مطلع وہ مطلع الانوار | بنا جو طرۂ تاجِ سرِ عروسِ سخن

کہ اے خدیوِ ملک پایہ و فلک توسن | سدا رہے ترا گھر اس چراغ سے روشن

یہ نورِ دیدۂ عالم تجھے مبارک ہو | اور اسکا ہو ترا آغوشِ عاطفت مسکن

دیا خدا نے وہ فرزند مہ لقا جس سے | محل سرا ہے تری رشکِ وادیِ ایمن

سبب اِک اور تجلی کا اِس مکان کی ہے | کہ جسکو سُنکے تعجب کرینگے اہلِ سخن

خطاب آج جہان مین ترا ہے ظل اللہ | محلسرا ہو نکیون بہتری وادیِ ایمن

غرضکہ آج عجب روشنی ہے عالم مین | ہوا ہے نور مین اِک اَور نور جلوہ فگن

یہی سبب ہے کہ عالم میں عیش کا ہے وفور — اسی سبب سے ہیں پر نور کوچہ و برزن

اسی کی نذر کو گل زر بکف ہے گلشن میں — کئے صدف نے نچھاور اسی پہ دُرِّ عدن

فلک بھرے ہے زر نجم اپنے دامن میں — زمین کو سیم و جواہر کی ملگئی معدن

ملا ہے شمع کو بھی آج خلعتِ فانوس — لگی ہے تاج میں خورشید خاوری کی کرن

درِ خزانۂ دولت کو کھولدے اے شاہ — بھرے خدا ترا گنجِ مراد سے دامن

سخی و باذل و عادل ہے کون عالم میں — کہ ہمسری کا تری دل میں لائے شبہ و ظن

تم آج رحم و مروت میں فرد ہو شاہا — عطا کے واسطے کھولے ہوئے ہیں سب دامن

دعائیں دل سے رعایا کے یوں نکلتی ہیں — کہ تا فلک پہ ہو قندیل مہر و مہ روشن

فلک زمین پہ جبتک کہ سایہ گستر ہو — زمین پہ باغ ہوں او باغ میں ہوں سرو و سمن

عدو رہیں ترے پامال اور تو شادان — فزون ہو دولت و اقبال و عمر و سن

سدا عروج رہے تیرے نجم طالع کو — ہبوط میں رہے تا حشر جان دشمن

ہمیشہ سر پہ ترے پنجتن کا سایہ ہو — ہر ایک لمحہ بڑہے ارتباط روح و بدن

اسیطرح کی مسرت ہو آئے دن تجکو — عدو ہمیشہ رہیں مبتلائے رنج و محن

قصیدہ جوشش مسرت مین لکھہ گیا ہی ملک

وگرنہ ناطقہ ہے لال اور زبان الکن